17
56

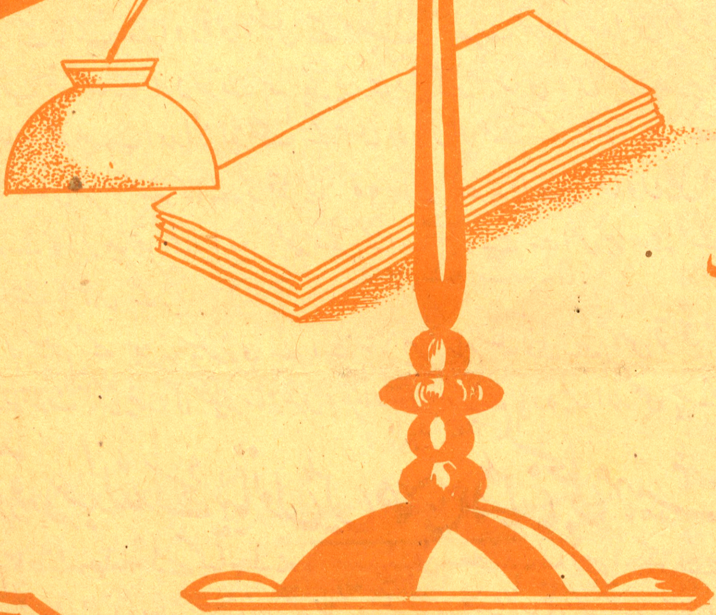
ہفت روزہ

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

لاہور

ترجمانِ اسلام

پاکستان میں حفاظتِ اسلام کا علمبردار



جاری کردہ

بحکم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب

قدس سرہٗ

قیمت، ۵۰ پیسے

ANWAR

یکے از مطبوعات جمعیۃ علماء اسلام پاکستان لاہور

ڈیرہ اسماعیل خان میں مفتی اعظم کے استقبال کے لئے جمع ہونے والے عوام پر پولیس کا لاٹھی چارج

حکمران پارٹی سیاسی محاذ پر ناکامی کے بعد جبر و تشدد کے ذریعہ اقتدار قائم رکھنے پر تُلی ہوئی ہے

مولانا عبید اللہ انور کی طرف سے واقعہ کی مذمت اور تحقیقات کا مطالبہ

ڈیرہ اسمٰعیل خان

قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قادیانی مسئلہ کے حل کے بعد جب پہلی بار اپنے انتخابی حلقہ ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے تو عوام کے بے پناہ ہجوم نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا مفتی اعظم کے ساتھ عوام کی بے پناہ عقیدت اور محبت کا یہ عظیم مظاہرہ اپنی مثال آپ تھا جسے حکمران پارٹی برداشت نہ کر سکی چنانچہ اس استقبالیہ ہجوم کو پولیس کے وحشیانہ لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے ذریعہ اپنے محبوب قائد کے ارشادات سننے سے روک دیا۔

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے اس واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت سیاسی محاذ پر مکمل ناکامی کے بعد اب جبر و تشدد کے ذریعہ اقتدار قائم رکھنے پر تلی ہوئی ہے۔ لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ماضی کی جابر حکومتوں کی طرح پیپلز پارٹی کی حکومت کو بھی عوامی قوت کے سامنے سپر انداز ہونا پڑیگا۔ آپ نے عوام پر پولیس کے لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے استعمال کی شدید مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے۔

مولانا عبید اللہ انور نے فرمایا کہ علماء حق اس قسم کے مصائب سہنے کے صدیوں سے عادی ہیں۔ اس لئے حکمرانوں کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے کہ اہل حق کے قافلہ کو جبر و تشدد کے ذریعہ مرعوب کیا جا سکتا ہے۔

آپ نے کہا مولانا شمس الدین شہیدؒ کا قاتل بلوچستان میں کھلے بندوں گھومتا پھر رہا ہے۔ لیکن اس کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مولانا شہیدؒ کے قاتل کو بلا تاخیر گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دیجائے۔

قادیانی مسئلہ کا حل عوام کے اتحاد کی فتح ہے

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سالار مولانا فضیل الرحمان شاہ صاحب نے لائلپور میں کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مسئلہ کا حل عوام کے اتحاد اور طلبہ اور علماء کی بامثال جدوجہد کی فتح ہے اور اس کا سہرا کسی جماعت یا طبقہ کے سر نہیں بلکہ پوری قوم کے سر ہے۔ آپ نے کہا اسی اتحاد اور جدوجہد کے ذریعہ ملک میں اسلامی نظام بھی نافذ کیا جا سکتا ہے۔

ایک مراسلہ:

پاکستان کے ابوالفضل اور فیضی

مکرمی جناب مولانا زاہد الراشدی صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور:۔

السلام علیکم

بعد ہدیہ مسنون میں آپ کے مؤقر جریدہ کی وساطت سے پاکستان کے غیور مسلمانوں اور خصوصاً علمائے کرام کو ایک دل خراش واقعہ سے آگاہ کرتا ہوں کہ آزاد کشمیر میں اسلامی قانون کے نفاذ پر پاکستان کی اسلامی مشاورتی کونسل کا یہاں ورود مسعود ہوا۔ اور کونسل کے رکن مولوی ضیاء القاسمی اور مولوی عبد الحکیم نے جس انداز سے حکومت آزاد کشمیر کو اسلامی قانون کے نفاذ سے روکنے کی کوشش کی وہ ہم اہل کشمیر کے لئے نہایت درجہ حیران کن اور نیزوں اور تلواروں کے زخم سے بھی زیادہ تکلیف دہ اور دل آزار تھا۔ ان دونوں مولویوں نے حکومت آزاد کشمیر کو کہا کہ اسلامی قانون کیوں نافذ کرتے ہو۔ کیونکہ آج لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ سچ بولتے تھے۔ لہٰذا اسلامی قانون کا تصور ناممکن ہے۔ العیاذ باللہ

کیا پاکستان میں ایسے مولوی بھی ہیں؟ کیا یہ ابن الوقت ابوالفضل اور فیضی کی طرح اکبر کے کسی نئے دین کے حامی بن کر تو نہیں آئے تھے۔ تاکہ اسلامی انقلاب کا راستہ روکیں۔ کیا اہل کشمیر کا اسلام قبول کرنا ان کو پسند نہیں۔ جس طرح گذشتہ اسلامی سربراہی کانفرنس لاہور

باقی صفحہ ۱۵ پر

مسلمانانِ عالم قادیانیوں کے خطرناک عزائم سے خبردار رہیں

مولانا عبد الحق کے نام رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری شیخ صالح قزاز کا مکتوب

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد صالح القزاز نے قادیانی مسئلہ کے بہترین حل پر پاکستانی پارلیمنٹ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ انہوں نے جمعیت علماء اسلام کے رہنما کل پاکستان مرکزی مجلس عمل کے نائب صدر اور قومی اسمبلی کے ممبر حضرت مولانا عبد الحق اکوڑہ خٹک کے نام اپنے حالیہ مکتوب میں کہا ہے کہ نہ صرف ہم بلکہ پوری دنیا کے مسلمان اس اہم فیصلہ پر خوش ہیں۔ اس لئے کہ اب عالم اسلام بلکہ یورپ اور افریقہ تک کے مسلمان اس جماعت کے دام تزویر سے اپنے آپ کو بچا سکیں گے۔ شیخ صالح قزاز نے کہا ہے کہ تقریباً ۹۹ سال سے یہ جماعت مسلمانوں میں فکری افتراق و انتشار برپا کرنے کا ذریعہ بنی تھی۔ اور الحمد للہ کہ اب اس فیصلے سے اس جماعت کے مذہبی اور سیاسی عزائم کھل کر سامنے آسکیں گے۔

عالمی اسلامی تنظیم کے جنرل سیکرٹری نے اپنے خط میں تمام مسلمانوں سے اس توقع کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی خفیہ سازشوں، عزائم اور منصوبہ کے بارہ میں اور بھی چوکنے اور ہوشیار رہیں گے

گلستان اور قلعہ عبد اللہ کے دیہاتوں میں ۷۵-۱۹۷۴ء میں بجلی مہیا کر دیجائیگی

بلوچستان کا مسئلہ جلد حل کیا جائے: سینیٹر محمد زمان اچکزئی کا مطالبہ

کوئٹہ۔ جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے جنرل سیکرٹری سینیٹر حاجی محمد زمان خان اچکزئی نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ سینٹ کے گذشتہ اجلاس کے دوران وفاقی وزیر ایندھن بجلی و قدرتی وسائل نے وعدہ کیا ہے کہ ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران گلستان، قلعہ عبد اللہ اور میمنیزائی کے دیہاتوں میں بجلی مہیا کر دی جائے گی آپ نے بتایا کہ میرے ایک سوال کے بعد کوئٹہ سے چمن تک ملیشیا کی چیک پوسٹ بھی ہٹا دی گئی ہے حاجی محمد زمان نے بلوچستان کی تشویشناک صورت حال کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ بلوچستان کے حالات انتہائی صورت اختیار کر چکے ہیں اگر اس مسئلہ کا جلد منصفانہ حل تلاش نہ کیا گیا تو پھر حالات کسی کے قابو میں نہیں رہیں گے

بیادگار شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی صاحب رح
زیر سرپرستی
حضرت مولانا عبید اللہ انور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام لاہور

نگران اعلیٰ
قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود
ایڈیٹر
زاہد الراشدی

شمارہ ۳۴	جمعہ ۔ یکم شوال المکرم ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۴ء ۔ قیمت ۵۰ پیسے	جلد ۱۷

ان کے عزائم خطرناک ہیں

قادیانیت کے سلسلہ میں پارلیمنٹ کے فیصلہ کو ایک ماہ گذر چکا ہے، لیکن ابھی تک نہ تو اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری اقدامات کا آغاز ہوا ہے اور نہ ہی قادیانی گروہ نے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

مرزا ناصر احمد نے گذشتہ دنوں ربوہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آئین میں واضح ممانعت کے باوجود اپنے دادا کی نبوت کا پرچار جاری رکھنے کا عزم ظاہر کیا ہے۔ اور "خدا کی بشارتوں" کے حوالے سے کہا ہے کہ میں جنوری تک اس فیصلہ کے بارے میں کوئی رد عمل ظاہر نہیں کروں گا۔

اس کے ساتھ ہی ملک میں قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیاں پہلے سے تیز ہو گئی ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق ۳۔ اکتوبر کو کنری سندھ میں قادیانیوں نے مسلمانوں پر مسلح حملہ کر کے ۱۶ مسلمانوں کو زخمی کر دیا۔

اسی طرح سرگودھا میں مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری راؤ عبدالمنان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اور ضلع گوجرانوالہ کے مقامات ماچھی کے، دولو والی اور تتلے عالی میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز حرکات کے علاوہ وزیر آباد میں مولانا محمد رمضان مرحوم کے جنازہ کے موقع پر ایک قادیانی کے ہاتھ میں دستی بم کا پھٹنا بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ قادیانی گروہ اور اس کے ہمنواؤں نے مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے مابین اختلافات کو ہوا دے کر ملی اتحاد کو سبوتاژ کرنے کا بھی پروگرام بنایا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے قادیانیوں نے تین لاکھ روپے مخصوص کر دیئے ہیں۔

اس صورت حال کے پیش نظر یہ بات واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے کہ قادیانی گروہ نے پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کو قبول کرنے کی بجائے اسے غیر موثر بنانے کا تہیہ کر لیا ہے اور انہیں جنوری تک حالات میں کوئی نمایاں تبدیلی پیدا ہونے کی توقع ہو چکی ہے۔ اور شاید اسی توقع کو یقین کے درجہ تک پہنچانے کے لئے انہوں نے ملک میں افراتفری اور فرقہ وارانہ فسادات بپا کرنے کے پروگرام پر عملدرآمد شروع کر دیا ہے۔

اس لئے ہم حکومت پاکستان اور مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی خدمت میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اس صورت حال کا گہری توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لیں حکومت کو پارلیمنٹ کے فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عملی اقدامات کا آغاز کر دینا چاہیئے اور قادیانیوں کو جارحیت سے باز رکھنے کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ فوری اقدام کے طور پر ان کی تمام نیم فوجی تنظیموں فرقان فورس و خدام الاحمدیہ وغیرہ کو خلاف قانون قرار دے کر ان کا اسلحہ ضبط کیا جائے اور اس کے ساتھ آئین میں ترمیم کے عملی تقاضوں کو جلد از جلد پورا کیا جائے۔

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ارباب حل و عقد سے گذارش ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد و یکجہتی برقرار رکھنے کا اہتمام کریں۔ ابھی انہوں نے بہت سے کام کرنے ہیں۔ قادیانیت کے بارے میں پارلیمنٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کی نگرانی کے بعد بھی اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام اور اصلاح معاشرہ کی منزل ابھی بہت آگے ہے۔ اور یہ منزل اسی اتحاد، رواداری اور معاونت کے جذبہ سے کام لیکر ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس کے تحت قادیانیت کا مسئلہ اپنے منطقی انجام کو پہنچا ہے۔

مجلس عمل کے راہنماؤں کو ان افراد کی سرگرمیوں پر کڑی توجہ رکھنی چاہیئے۔ جو اس موقعہ پر باہمی اختلافات کو ہوا دے کر پارلیمنٹ کے فیصلہ کو غیر مؤثر بنانے کے قادیانی پروگرام کو تقویت پہنچانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے ملت فروش عناصر کو خائب و خاسر فرمائیں آمین یا الٰہ العالمین!

(۱۰/ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

بلوچستان کا مسئلہ

حکمران پارٹی کے ارباب حل و عقد ناراض ہیں کہ متحدہ جمہوری محاذ نے بلوچستان کی صحیح صورت حال سے عالمی رائے عامہ اور بیرونی ممالک کو آگاہ کرنے کے لئے غیر ملکی سفیروں سے رابطہ کیوں قائم کیا ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ یہ "غداری" ہے، حالانکہ خود وزیر اعظم بھٹو غیر ملکی سفیروں کو فوج کے پہرے میں بلوچستان کے بعض حصوں کا دورہ کرا کے یہ مژدہ سنا چکے ہیں کہ "سب اچھا ہے"

سوال یہ ہے کہ اگر بھٹو صاحب غیر ملکی سفیروں کو کوئٹہ طلب کر کے بلوچستان کی صورت حال کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر کو پیش کر سکتے ہیں تو کیا حزب

تعمیری پریس میں چھپا اور حضرت مولانا عبید اللہ انور نے منیر انوالہ لاہور سے شائع کیا

حماد سواتی

قادیانیت کے متعلق پارلیمنٹ کا فیصلہ

اور

اس کے عملی تقاضے

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جو نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہ اعزاز مولانا چنیوٹی ہی کے حصہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں بیرونی ممالک میں قادیانیت کا تعاقب کرنے اور تحریک ختم نبوت منظم کرنے کے مواقع میسر فرمائے۔

مولانا موصوف اس سے قبل بھی متعدد بار سعودی عرب تشریف لے جا چکے ہیں۔ اور انہوں نے سعودی حکومت کے ذمہ دار افراد اور وہاں کے مشائخ کو قادیانیت سے متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور حرم پاک میں درس و تدریس کے علاوہ مدینہ یونیورسٹی کے طلباء کو بھی قادیانیت کے مسئلہ پر تربیت دینے کا شرف حاصل کیا ہے۔

گزشتہ حج کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب اسی غرض سے سعودی عرب کے دورے پر گئے اور وہاں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔

(۱) آپ نے وہاں حرم شریف میں عوام کے متعدد اجتماعات سے خطاب کیا اور عوام کو قادیانی فتنہ سے روشناس کرایا

(۲) سعودی حکومت کی طرف سے سعودی عرب میں قادیانیوں کے داخلہ پر پابندی کے باوجود وہاں چوری چھپے چلے جانے والے قادیانیوں کا تعاقب کیا۔ کئی ایک کو گرفتار کرایا اور عدالتوں میں ان کے مقدمات کی پیروی کی

(۳) سعودی حکومت کی طرف سے افریقہ بھیجے جانے قراء کرام کو مسلسل ۱½ ماہ تک قادیانی مسئلہ پر تربیت دی

(۴) رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری صالح القزاز سے رابطہ قائم کر کے انہیں قادیانیت سے متعلق دستاویزی ثبوت بہم پہنچائے اور رابطہ عالم اسلامی کے تحت اسلامی تنظیموں کی کانفرنس میں شرکت کر کے "باطل نظریات کی سب کمیٹی" کے ایک اہم رکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ یاد رہے کہ رابطہ کے اسی اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر مسلمانوں سے ان کے سوشل بائیکاٹ اور مسلم حکومتوں سے انہیں کلیدی عہدوں سے برطرف کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔

(۵) مدینہ یونیورسٹی میں تعطیلات سے قبل تمام بیرونی طلبہ کو جن میں امریکہ، افریقہ، یورپ اور ایشیا کے متعدد ممالک کے ۱۷۰۰ کے قریب طلبہ شامل ہیں، ایک مفصل لیکچر کے ذریعہ قادیانیت کے فتنہ سے روشناس کرایا۔ اور تعطیلات کے دوران ہوسٹل میں رہ جانے والے طلبہ کو ۳ ماہ تک قادیانیت سے متعلق مسائل پر تربیت دی۔ اس کے علاوہ مسجد نبوی میں بھی متعدد اجتماعات سے خطاب کیا۔

(۶) پاکستان میں ۲۹ مئی کے بعد تحریک ختم نبوت کا آغاز ہونے پر سعودی حکومت کے ذمہ دار افراد کے علاوہ رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل صالح قزاز اور ان کی معرفت شاہ فیصل، رئیس اشراف دینیہ، مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر شیخ عبد العزیز بن باز اور دیگر سربرآوردہ شخصیتوں کو قادیانیت کے متعلق صحیح صورت حال سے آگاہ کیا۔ اور پاکستانی باشندوں کے وفد ترتیب دے کر پاکستانی سفیر اور دیگر حضرات سے ملاقات کی اور پاکستانی حکومت کے ذمہ دار افراد کے علاوہ مجلس عمل کے قائدین کو ٹیلیگرام اور یادداشتیں ارسال کیں۔

(۷) اس دوران دوبئی، شارجہ، عجمان، بحرین، وغیرہ ریاستوں کا دورہ بھی کیا اور وہاں کے عوام کو قادیانیت سے روشناس کرانے کے ساتھ ساتھ وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کی باقاعدہ شاخیں قائم کیں۔

(۸) اخبارات میں مضامین اور مراسلات کا سلسلہ جاری رکھا سعودی دارالحکومت ریاض کے جریدہ الندوۃ نے مولانا منظور احمد صاحب کا قادیانی مسئلہ پر تفصیلی انٹرویو شائع کیا۔ جسے قاہرہ ریڈیو نے بھی نشر کیا اور رابطہ عالم اسلامی کے اخبار "العالم الاسلامی" نے اس کے اقتباسات نقل کئے۔

(۹) "القادیانی و معتقداتہ" کے نام سے ایک عربی رسالہ ترتیب دیا۔ اس کا دیباچہ حضرت الشیخ مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ نے لکھا ہے۔ اور یہ رسالہ مصر کے ایک ادارے نے شائع کر دیا ہے۔

(۱۰) مدینہ یونیورسٹی کے حکام سے گزشتہ کئی سالوں سے اس مسئلہ پر رابطہ رکھا کہ تقابل ادیان کے ضمن میں قادیانیت کو کورس میں شامل کیا جائے۔ چنانچہ یونیورسٹی نے اسے نصاب میں شامل کر لیا ہے

اس ساری مہم کے بعد جب مولانا منظور احمد چنیوٹی ۷ ستمبر کو کراچی پہنچے تو سب سے پہلے یہ خبر سنی کہ قادیانیوں کو پاکستان میں خلاف قانون قرار دے دیا گیا ہے۔ مولانا موصوف کی واپسی پر جمعیۃ علماء اسلام لاہور نے مدرسہ قاسم العلوم میں آپ کے اعزاز میں دعوت افطار کا اہتمام کیا۔ جس میں حضرت الامیر مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم بھی شریک ہوئے۔ اس موقع پر مولانا منظور احمد نے اپنے بیرونی ممالک کے سات ماہ کے تفصیلی دورہ کے تاثرات بیان کئے۔ پارلیمنٹ کے فیصلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس سلسلہ میں شاہ فیصل، صالح قزاز، شیخ بن باز اور حسن التہامی کی خصوصی توجہات پر ان کا شکریہ ادا کیا اور اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کیں۔

(۱) مجلس عمل تحفظ ختم نبوت فوری طور پر بیرونی ممالک میں اپنا ایک دفتر بھیجے۔ جو بیرونی ممالک کے عوام کو اس فیصلہ کی ضرورت و اہمیت سے آگاہ کرے اور قادیانی گروہ کے گمراہ کن پروپیگنڈا کا سدباب کرے

(۲) قادیانیوں کے اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔ بیرونی ممالک میں ان کے تمام مراکز بھی سرکاری قبضہ میں لئے جائیں اور ان سے اسلامی تبلیغ کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کا کام لیا جائے، جنہیں بے خبری میں قادیانی گمراہ کر چکے ہیں۔

(۳) قادیانی جب تک پارلیمنٹ کے فیصلہ کو قبول کرنے اور ملک سے غیر مشروط وفاداری کا اعلان نہیں کرتے، ان کا بائیکاٹ جاری رہنا چاہیئے۔

(۴) قرآن کریم، مسجد، اذان شعائر اسلام ہیں قادیانیوں کو قانوناً ان کے استعمال سے روک دیا جائے مساجد مسلمانوں کی تحویل میں دے دی جائیں۔

(۵) ربوہ شہر کا نام تبدیل کیا جائے۔ کیونکہ یہ نام محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے رکھا گیا ہے۔ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے ساتھ "ربوہ" کا ذکر ہے۔ اور مرزا غلام احمد نے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا ہے (۶) قومی اسمبلی، سینٹ اور صوبائی اسمبلیوں میں ان کو آئین میں ترمیم کے مطابق نشستیں دی جائیں اور باقی نشستوں سے سبکدوش کر دیا جائے۔

(۷) قادیانی افسران کو جلد از جلد کلیدی عہدوں سے سبکدوش کر دیا جائے (۸) ان کی نیم فوجی تنظیموں خدام الاحمدیہ اور فرقان فورس کو خلاف قانون قرار دے کر ان کا تمام اسلحہ ضبط کیا جائے (۹) ربوہ میں اس فیصلہ کی یادگار تعمیر کی جائے (۱۰) حج کے سلسلہ میں حکومت فوری اعلان کرے کہ کوئی قادیانی حج پر نہ جائے اور اگر کوئی قادیانی منافقت کرتے ہوئے چلا جائے تو حکومت پاکستان اس کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان کرے (۱۱) ربوہ تعلیم الاسلام کالج کا نام [illegible] قادیانیوں کی تعلیمی [illegible]

بصائر و عبر

از حضرت مولانا محمد یوسف بنوری
صدر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

پاکستان کی تاریخ میں ایک زرّیں باب کا اضافہ

کسے کیا معلوم تھا کہ "ربوے" کا واقعہ ایک عظیم انقلاب کا ذریعہ بن جائے گا اور انتہائی ناکامیوں اور مایوسیوں کے بعد پاکستان کی سرزمین ایک عظیم نعمت سے مالامال ہوگی اور جو کام ستائیس برس میں نہ ہو سکا، وہ تین ماہ کے قلیل عرصہ میں انجام پذیر ہوگا۔

برطانیہ کی اسلام دشمنی ضرب المثل ہے، محتاج بیان نہیں، دوسری جنگ عظیم میں برطانیہ کو جب شکستوں پر شکستیں ہونے لگیں اور اسے شدید خطرہ لاحق ہوگیا کہ انگلستان کو بچانے کے لئے اگر پوری طاقت جمع نہ کی گئی تو صفحۂ عالم سے مٹ جائے گا، ان حالات کی وجہ سے وہ متحدہ ہندوستان کی تقسیم پر آمادہ ہوگیا۔ جبکہ مسلمانوں کی عظیم الشان اکثریت تقسیم ملک کا مطالبہ کر رہی تھی۔ انگریز کو برصغیر سے بوریا بستر لپیٹنا پڑا تو جاتے جاتے "پاکستان" کو لنگڑا لولا بنانے کے لئے ایک سازش کر گیا۔ صوبہ بنگال مسلم اکثریت کا صوبہ تھا اور پنجاب میں بھی مسلم اکثریت تھی، تقسیم ہند کے طے شدہ اصول کے مطابق یہ دونوں صوبے پورے کے پورے پاکستان کے حصے میں آتے تھے۔ لیکن انگریز نے ان دونوں کی تقسیم کی شکل نکالی۔ چنانچہ دونوں صوبوں کی تقسیم، ضلعی اکثریت کی حیثیت سے وجود میں لائی گئی یہ برطانیہ کی مسلمانوں کے ساتھ پہلی غداری تھی۔ ہندو کو خوش کیا، اور مسلمانوں پر ظلم کیا۔ اس موقعہ پر چاہیے تھا کہ مسلمانوں کی اکثریت کی طاقت اس جارحانہ منطق کو ٹھکرا دیتی۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور ہماری غفلت یا تغافل سے دشمن نے فائدہ اٹھایا۔ پھر بنگال اور پنجاب دونوں کو تقسیم کرنے کے بجائے مناسب صورت یہ تھی کہ مشرقی بنگال کے بدلے پاکستان کو مشرقی پنجاب دے دیا جاتا، تاکہ روز روز کے جھگڑے نہ ہوتے اور پاکستان کے دونوں حصوں میں ایک ہزار میل کا غیر فطری فاصلہ حائل نہ ہوتا۔ جس کی وجہ سے ہمیں ۱۹۷۱ء میں روز بد دیکھنا پڑا۔ لیکن افسوس یہ بھی نہ ہو سکا۔ اور یہ انگریز کی دوسری غداری و مکاری تھی۔ پھر جو کمیشن تقسیم پنجاب کے لئے مقرر ہوا اس میں بھی برطانوی کمیشن نے غداری کی کہ مشرقی پاکستان کے وہ حصے جو پاکستان میں آنے والے تھے، اور جو پاکستان کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتے تھے وہ ہندوستان کے نقشے میں لائے گئے۔ چنانچہ قادیان پٹھان کوٹ وغیرہ کے خطے پاکستان کا حق تھے، مگر برطانیہ اور ان کے گماشتوں کی سازش سے بھارت میں چلے گئے۔ جس کی وجہ سے کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوا اور آج تک عقدہ لاینحل بنا ہوا ہے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ برطانیہ کی تیسری غداری اور سازش تھی۔ پھر برطانیہ نے سر ظفر اللہ خاں قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کرانے پر اصرار کیا۔ اس نے سات سال کے عرصہ وزارت میں پاکستان کے اندر اور باہر قادیانیوں کی جڑوں کو خوب مضبوط کیا۔ اس کے دور وزارت میں پاکستان کے بیرونی سفارت خانوں میں چن چن کر قادیانی بھیجے گئے اور وہ "قادیانی مشن" کے طور پر کام کرتے رہے۔ اور یہ چوتھا خنجر تھا جو انگریز نے مسلمانوں کے سینے میں ایسا گھونپا کہ اس کا نکلنا مشکل ہوگیا۔

پاکستان میں ایک "نیا قادیان" بسانے کے لئے ایک علیحدہ خطہ "ربوہ" کے نام سے پاکستان میں حاصل کیا گیا۔ اور اس کے لئے اس وقت کے انگریز گورنر پنجاب نے خاص کارنامہ یہ انجام دیا کہ پاکستان کے قلب میں ایک وسیع خطہ "قادیانی ریاست" کے لئے مخصوص کر دیا۔ اور "ربوہ" کے قادیانیوں کو ایسی آزادی دی گئی کہ عملاً پاکستان کی حکومت وہاں نہیں تھی۔ گویا پنجاب میں اس کو ایک آزاد ریاست کی حیثیت حاصل تھی۔ جسے "ریاست در ریاست" کہنا صحیح ہوگا "تبلیغ اسلام" کے نام پر دو لاکھ سالانہ زرمبادلہ قادیانی وصول کرتے رہے۔ جس کے ذریعہ مشرقی افریقی ممالک میں وسیع پیمانے پر مرزائیوں نے اپنے مبلغ بھیجے۔ اور ارتداد کا جال پھیلایا۔ یہاں تک کہ اسرائیل کی یہودی حکومت ۔۔۔ حکومت پاکستان کا کوئی تعلق اور رابطہ نہیں تھا۔ مگر مرزائیوں کے ان کے ہاں تل ابیب اور حیفہ میں مراکز قائم کئے۔ اور اس طرح برطانیہ کا خودکاشتہ پودا نہ صرف پاکستان میں بلکہ تمام اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں بھی ایک تن آور درخت بن گیا ستم بالائے ستم یہ کہ سکندر مرزا اور ایوب کی غفلتوں یا غداری کی وجہ سے پاکستان کے کلیدی مناصب پر مرزائی چھا گئے۔ اس طرح مٹھی بھر مرزائی پاکستان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ حکومت نے محکمۂ اوقاف کے ذریعہ سے مسلمانوں کے تمام اوقاف "وقف ایکٹ" کے ماتحت قبضہ میں لے لئے، لیکن قادیانی مرزائیوں کے اوقاف کو ہاتھ نہیں لگایا گیا۔ جس کے ذریعہ نہ صرف ان کی مالی حیثیت اور قوی ہوگئی۔ بلکہ ان میں "خود مختار ریاست" کا تصوّر شدت سے ابھرا۔ علاوہ اس کے بین الاقوامی سطح پر دشمنان اسلام اسرائیل و برطانیہ وغیرہ کی جانب سے ان کی جو مخفی اعانت ہوتی رہی اور سر ظفر اللہ نے تین سالہ زندگی میں اقوام متحدہ کی نمائندگی کے دوران باہر کی دنیا میں مرزائیت کی جڑوں کو جو مضبوط بنایا وہ اس پر مستزاد ہے۔ جس سے مرزائیوں کو اپنی بین الاقوامی پوزیشن کے مضبوط ہونے کا گھمنڈ ہونے لگا۔ الغرض ان متعدد عوامل کے تحت یہ فتنہ روز بروز قوی تر ہوتا گیا جس کی تفصیلات حیرت ناک بھی ہیں اور دردناک بھی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت چلی، لیکن افسوس اور صد افسوس کہ خواجہ ناظم الدین جیسے دیندار اور حاجی نمازی کے زمانے میں مسلمانوں کی یہ مقدس تحریک سیاست کی بھینٹ چڑھ گئی۔ سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں کی خون ریزی ہوئی۔ ان کی لاشوں کو نذر آتش کیا گیا دریائے راوی کی لہروں کے سپرد کیا گیا مسلمانوں پر وہ مظالم ڈھائے گئے جو رنجیت سنگھ کے زمانے میں بھی نہیں ہوئے تھے۔ اور شاید ۱۸۵۷ء میں برطانوی تسلط و اقتدار کے دوران بھی نہیں ہوئے تھے۔ اور اس طرح مسلمان حکمرانوں کے ذریعہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا اور تحریک کو کچل کر کے رکھ دیا گیا۔ لیکن ان شہداء ختم نبوت کی روحیں تڑپتی ہوئی بارگاہ الٰہی میں پہنچیں اور انہوں نے رحمت الٰہی کے دروازے کھٹکھٹائے، آخر ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور انجام وہی ہوا جس کی ضرورت تھی۔ اور اگر روز اول سے یہ صورت اختیار کی جاتی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کا قصہ پاک کر دیا جاتا تو یہ خونچکاں صورت حال پیدا نہ ہوتی۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کا حادثہ پیش آیا اور حالات نے نازک صورت اختیار کی مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھے، اور حکومت نے بروقت صحیح قدم نہیں اٹھایا۔ ۳ جون ۱۹۷۴ء کو پنڈی میں علماء کرام اور مختلف فرقوں کا نمائندہ اجتماع ہوا۔ اس کو بھی ناکام بنانے کے لئے تین مندوبین مولانا مفتی زین العابدین، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف، اور مولانا تاج محمود کو لائلپور کے اسٹیشن پر روک کر بند ۔۔۔

اتار لیا گیا۔ ۳۰ جون کے اجتماع کو ناکافی سمجھ کر ۳ جون کو راقم الحروف کی طرف سے لاہور میں اجتماع رکھا گیا اور تمام اسلامی فرقوں اور جماعتوں کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ مسلمانوں کے تمام فرقے اور جماعتیں دیوبندی، بریلی، اہلسنت، شیعہ، اہلحدیث مسلم لیگ، جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ علماء پاکستان جماعت اسلامی وغیرہ وغیرہ شریک ہوئیں۔ بیس جماعتوں کا نمائندہ اجتماع ہوا۔ راقم الحروف نے مختصر سی افتتاحی تقریر کی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ ہمارا یہ اجتماع اس وقت صرف ایک دینی عقیدہ کی حفاظت کے لئے ہے۔ یہ اجتماع "ختم نبوت" کے مسئلہ پر ہے۔ اس کا دائرہ آخر تک محض دینی رہے گا سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہیئے جو سیاسی حضرات اس میں شامل ہیں ان کا مطمح نظر دین ہی ہوگا۔ اور حزب اقتدار و حزب اختلاف کی کشمکش سے بالاتر ہوگا۔ ختم نبوت کی تحریک کا طریق کار نہایت پرامن ہوگا۔ اور اسے تشدد سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ اگر کوئی مزاحمت ہوئی، یا تکلیف پہنچی آئی، تو دین کے لئے اس کو برداشت کرنا ہوگا۔ اور صبر کرنا ہوگا، مظلوم بن کر رہنا ہوگا، اور ہمارے مد مقابل صرف مرزائی امت ہوگی، حکومت نہ ہوگی۔ ہم حکومت کو ہدف بنانا نہیں چاہتے۔ اگر حکومت نے ان کی حفاظت یا ان کی حمایت میں کوئی غلط قدم اٹھایا تو اس وقت مجلس عمل کوئی مناسب فیصلہ کرے گی۔ ابھی قبل از وقت کچھ کہنا درست نہیں۔ اس کے بعد مولانا مفتی محمود نے تائیدی تقریر فرمائی۔ پھر جناب نوابزادہ نصر اللہ خاں اور دیگر مختلف نمائندوں نے تقریریں کیں۔ تحریک کو نظم وضبط کے تحت رکھنے کے لئے ایک مجلس عمل وجود میں آئی اور راقم الحروف کو عارضی طور پر اس کا صدر منتخب کیا گیا۔ میری آرزو اور خواہش یہی تھی، کہ آئندہ اجتماع میں مجھے اس بوجھ سے سبکدوش کر دیا جائے گا۔ پریس کانفرنس کی گئی اور ۱۴ تاریخ کو ملک میں مکمل ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا۔ اسی کے ساتھ امت مرزائیہ سے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔ اس دوران وزیراعظم بقصد مذاکرات لاہور میں قیام پذیر ہوئے مجلس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر وزیراعظم کی جانب سے ملاقات اور مذاکرات کی دعوت دی گئی، خواہ انفرادی ہو، یا اجتماعی، اسے قبول کر لینا چاہیئے کہ شاید افہام وتفہیم سے کوئی راستہ نکل آئے۔

۱۱ جون ۷۴ء کو وزیراعظم بھٹو نے مجھے ملاقات کے لئے بلایا اور بعد میں مجلس عمل کے دیگر افراد کو یکے بعد دیگرے فرداً فرداً بلایا۔ راقم الحروف نے بہت صفائی اور سادگی کے ساتھ واضح اور غیر مبہم الفاظ میں جو کچھ کہا۔ اس کا حاصل یہ تھا کہ قادیانی مسئلہ بلاشبہ پاکستان کے روز اول سے موجود ہے۔ پہلی غلطی اس وقت ہوئی جبکہ ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ شہید ملت (خان لیاقت علی خاں مرحوم) کو اس خطرناک غلطی کا احساس ہوا، اور انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا عزم کر لیا تھا لیکن افسوس کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ عزم ہی ان کی شہادت کا سبب ہوا ہو۔ اس وقت جو جرأت مرزائیوں کو ہوئی ہے۔ اگر اس وقت اس کا تدارک نہ کیا گیا اور وہ غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیئے گئے تو مسلمانوں کے جذبات بھڑک اٹھیں گے اور ان کی جان و مال کی حفاظت حکومت کے لئے مشکل ہوگی۔ اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد اس ملک میں ان کی حیثیت ذمی ہوگی۔ اور ان کی جان و مال کی حفاظت شرعی قانون کی رو سے مسلمانوں پر ضروری ہوگی۔ اس طرح ملک میں امن قائم ہو جائے گا۔ میں مانتا ہوں کہ آپ پر خارجی غیر اسلامی حکومتوں کا دباؤ ہوگا۔ لیکن اس کے بالمقابل ان اسلامی ممالک کا تقاضا بھی ہے کہ ان کو جلد غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے جن ممالک سے ہمارے اسلامی تعلقات بھی ہیں اور ہر قسم کے مفادات وابستہ ہیں۔ خارجی دنیا میں غیر اسلامی حکومتوں کے بجائے اسلامی مملکتوں کو مطمئن اور خوش کرنا زیادہ ضروری ہے۔ نیز ایک معمولی سی اقلیت کو خوش کرنے کے لئے اتنی بڑی اکثریت کو غیر مطمئن کرنا دانشمندی نہیں۔ اگر آپ حق تعالیٰ پر توکل و اعتماد کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ فرمائیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتی اور اس راستہ میں موت بھی سعادت ہے۔ غلام محمد، سکندر مرزا اور ایوب خاں کا جو حشر ہوا۔ وہ سب کے سامنے ہے اور شہید ملت شہید ملت ہو گئے۔ الغرض گفتگو بہت طویل تھی میں ٹھیک ۲۳ منٹ تک بولتا رہا۔ درمیان میں ایک آدھ سوال وزیراعظم صاحب نے کیا۔ جس کا جواب شافی فوراً دے دیا گیا اور ان کو خاموش ہونا پڑا۔ بقیہ حضرات نے بھی فرداً فرداً ملاقات کی۔ اور اپنے تاثرات پیش کئے۔

۱۳ جون کو وزیراعظم نے لمبی تقریر اردو میں کی جو ریڈیو پر نشر ہوئی۔ اردو جس میں حادثہ ربوہ پر ایک حرف بھی نہیں فرمایا البتہ ختم نبوت پر اپنا ایمان ظاہر فرمایا کہ میں مسلمان ہوں۔ میرا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ لیکن یہ مسئلہ بہت پرانا ہے اتنا جلد کیسے حل ہو سکتا ہے؟ ۱۴ جون ۷۴ء کو درہ خیبر سے کراچی تک اور لاہور سے کوئٹہ تک ایسی مکمل ہڑتال ہوئی۔ جس کی نظیر پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

۱۶ جون کو راقم الحروف نے لائلپور میں اجتماع رکھا تھا جس میں وزیراعظم صاحب کی تقریر پر تبصرہ ہوا، اور تنقید کی گئی کہ وزیراعظم نے اپنی تقریر میں مسلمانوں کے مطالبہ سے کچھ زیادہ ہمدردی کا ثبوت نہیں دیا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ نیشنل اسمبلی میں صرف ایک قرارداد پیش کرنے کے خواہشمند ہیں اور پھر اس قرارداد کو سپریم کورٹ، یا مشاورتی کونسل کے حوالے کر کے سرد خانے میں ڈالنا چاہتے ہیں قرارداد خواہ صوبائی اسمبلی کی ہو یا قومی اسمبلی کی، آئینی طور پر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس کی حیثیت صرف ایک مشورے اور سفارش کی ہے جبکہ مسلمانوں کے ملی مطالبہ کے پیش نظر ضرورت اس امر کی ہے کہ جلد سے جلد آئین اور دستور میں واضح طور پر ختم نبوت پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا جائے اور جو شخص اس پر ایمان نہیں رکھتا اسے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے۔ مرزائی امت جو مدعی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مصلح مانتی ہے۔ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور نیشنل اسمبلی میں ترمیمی بل اس مقصد کے لئے پاس کرایا جائے۔ وزیراعظم صاحب چونکہ اکثریت کے لیڈر بھی ہیں۔ اس لئے ان پر سب سے پہلے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کے ارکان کو اس مسئلہ میں آزاد نہ چھوڑیں بلکہ انہیں ناموس رسالت کے تحفظ کی خاطر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر مامور و مجبور کریں۔ نیز مسئلہ کی اہمیت اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی بے چینی کا تقاضا یہ ہے کہ بجٹ سیشن کو ملتوی کر کے سب سے پہلے اس مسئلہ کو حل کیا جائے

مجلس عمل کے لاہور کے اجلاس میں راقم الحروف کو مجلس کا عارضی صدر مقرر کیا گیا۔ میری خواہش تھی کہ اس نازک ذمہ داری کے لئے کسی اور موزوں شخصیت کو صدارت کے لئے منتخب کر لیا جائے گا۔ مگر ع

"قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند"

اب کے مجلس عمل کا مستقل صدر پھر راقم الحروف کو باتفاق حاضرین منتخب کر لیا گیا کہ پرامن طریقے تحریک کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے پوری جد وجہد کی جائے اور قادیانیوں کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے۔ اور تحریک کو سول نافرمانی سے بہر حال بچایا جائے۔

ادھر مجلس عمل کی پالیسی تو یہ تھی کہ حکومت سے تصادم سے بہر صورت گریز کیا جائے۔ ادھر حکومت نے ملک کے چپے چپے میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر پولیس پر پابندیاں عائد کر دیں۔ انتظامیہ نے اشتعال انگیز کارروائیوں سے کام لیا اور مسلمانوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ سینکڑوں اہل علم اور طلباء کو گرفتار کیا گیا۔ انہیں ناروا ایذائیں دی گئیں کبیر والہ، اوکاڑہ، سرگودھا، لائلپور، کھاریاں گجرات وغیرہ میں دردناک واقعات رونما ہوئے جن کو مظلومانہ صبر کے ساتھ برداشت کیا گیا۔ ایک شہر اوکاڑہ میں ان مظالم کے خلاف احتجاجی طور پر بارہ دن مکمل اور مسلسل ہڑتال ہوئی۔ اسی اندازہ کیجئے کہ ملک بھر میں مجموعی طور پر کتنا ظلم ہوا اس کے خلاف احتجاج ہوا؟ جگہ جگہ لاٹھی چارج

اشک ریز گیس کا استعمال بڑی فراخدلی سے کیا گیا۔ مجلس عمل کی تلقین تمام مسلمانوں کو یہی تھی کہ صبر کریں اور مظلوم بن کر حق تعالیٰ کی رحمت اور غیبی تائید الٰہی کے منتظر رہیں۔ قریباً پورے سو دن تک ان حالات کا مقابلہ کیا گیا اور تمام سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے جن کی تفصیل کی ان اوراق میں گنجائش نہیں۔

جناب وزیر اعظم بھٹو صاحب مشرقی پاکستان (حال بنگلہ دیش) کے دورے سے جب واپس آئے، تو پوری قومی اسمبلی کو ایک خصوصی کمیٹی کی حیثیت دے کر اس کے سامنے دو قرارداد پیش کی گئیں کہ اسمبلی بحیثیت خصوصی کمیٹی کے ان پر غور و فکر کرے۔

(۱) کہ آئین میں مسلمان کی تعریف کی جائے (پھر اس کے نتیجہ کے طور پر یہ فیصلہ کرنا سپریم کورٹ یا مشاورتی کونسل کا کام ہوگا کہ مرزائی غیر مسلم ہیں یا نہیں!)

(۲) کہ مرزائیوں کو دستوری حیثیت سے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر غیر مسلم اقلیت کی فہرست میں ان کا نام درج کیا جائے۔ پہلی قرارداد حزب اقتدار کی جانب سے جناب وزیر قانون نے پیش کی اور دوسری حزب اختلاف کے ارکان نے۔ یہ بھی طے کر دیا گیا کہ کمیٹی کے لئے چالیس اشخاص کا کورم ہوگا۔ ان میں ۳۰ ممبر حزب اقتدار کے اور ۱۰ حزب اختلاف کے لازماً ہوں گے۔ گویا اصولی طور پر طے ہو گیا کہ جب تک حزب اختلاف کے دس ارکان کمیٹی کے فیصلہ کی تصدیق نہیں کریں گے وہ فیصلہ کالعدم ہوگا۔ بہر حال ایک رہبر کمیٹی بنی۔

اور خوشی کی بات ہے کہ سفارشات کے تمام مراحل اتفاق رائے سے طے ہوتے چلے گئے۔ اس دوران حکومت نے مرزائیوں کو صفائی پیش کرنے کا موقع دینا ضروری سمجھا۔ چنانچہ مرزا ناصر نے ۱۹۲ صفحے کا صفائی نامہ پیش کیا اور مرزائیوں کی لاہوری پارٹی کے صدر صدرالدین نے بھی تحریری بیان پیش کیا۔ گیارہ دن تک مرزا ناصر پر جرح ہوتی رہی۔ اور تین دن صدرالدین پر جرح ہوئی۔ جرح کے دوران تمام اراکین اسمبلی کے سامنے یہ بات بالکل واضح ہو گئی۔ کہ مرزا غلام احمد مدعی نبوت دجال ہے اور نبی اور مجدد تو کیا ایک شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

دوسری قرارداد جو حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی تھی، اس کی تشریح و توضیح کے لئے دو صد صفحے کی ایک کتاب، جو جدید طرز پر مرتب کی گئی تھی، ان ارکان کی جانب سے پیش کی گئی اور ایوان میں سنائی گئی۔ جس سے تمام ممبران اسمبلی کو مرزائیوں کی مذہبی حیثیت اور ان کے سیاسی عزائم سے آگاہی ہوئی اور ان کی آنکھیں کھل گئیں

بہر حال مسلمانوں کی کوششیں نیشنل اسمبلی کی سطح پر اور باہر مسلمانوں کی عام سطح پر پرامن طریقے سے جاری رہیں۔ آخر جناب وزیر اعظم بھٹو صاحب نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء آخری فیصلہ کے اعلان کی تاریخ مقرر کر دی۔ حالات آخر تک مایوس کن تھے۔ اور توقع نہ تھی کہ مطالبہ کا احترام کیا جائے گا۔ اس لئے کہ تین ماہ کے عرصہ میں تحریک کو کچلنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ لیکن واللہ غالب علی امرہ حق تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ قلوب بھی حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور زبانیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ خوف و رجاء کے بہت سے مراحل آتے رہے۔ بالآخر جناب وزیر اعظم بھٹو صاحب نے چھ اور سات کی درمیانی رات کو رات کے بارہ بجے کے بعد مسلمانوں کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ اگلے دن ۷ ستمبر کو اڑھائی بجے رہبر کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ ساڑھے چار بجے نیشنل اسمبلی کا اجلاس ہوا اور ساڑھے سات بجے ایوان اعلیٰ کا اجلاس ہوا۔ تمام حاضر اراکین کے اتفاق سے مسلمانوں کا مطالبہ منظور ہو گیا۔ اور آخری اعلان آٹھ بجے کی خبروں میں ہو گیا۔ اور اس طرح الحمد للہ یہ مسئلہ بخیر و خوبی طے ہو گیا۔ جب سے پاکستان بنا ہے مسلمانوں کو کبھی اتنی مسرت اور خوشی نہیں ہوئی۔ جتنی کہ اس خبر سے ہوئی کہ اس سرزمین پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو آئینی تحفظ دے کر پاکستان کے مسلمانوں نے تاریخ اسلام میں ایک زریں باب کا اضافہ کیا۔ اب ان گذشتہ باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہ تھی، مگر یہ چند اجمالی اشارے دو وجہ سے ضروری سمجھے گئے، اول یہ کہ مسلمان یہ جاننے کے لئے بیتاب تھے کہ ان کی ملی تحریک کن مراحل سے گذری اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے اسے کامیابی سے ہمکنار کیا۔ دوم یہ کہ بعض حلقوں کی جانب سے یہ تاثر دیا گیا کہ مسلمان مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کر کے خدانخواستہ ظلم کر رہے ہیں۔ حالانکہ تحریک کو اول سے آخر تک دیکھا جائے تو ہر قدم پر مسلمانوں کی مظلومیت کے نقوش ثبت ہیں۔ مظلوم کو فریاد کرنے کی بھی اجازت نہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔

سپاس و تشکر

اس موقع پر ہم سب کو اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ محض اسی نے فضل و احسان سے۔ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی لاج رکھ لی، اور اس تحریک کو کامیابی عطا فرمائی۔ اسی نے اس کے فوق العادت اسباب مہیا فرمائے۔ مسلمانوں کے تمام طبقوں کو متحد اور مجتمع فرمایا۔ اور اسی نے اراکین اسمبلی کے دل میں صحیح فیصلہ ڈالا۔ الحمد للہ وحدہ، انجز وعدہ ونصر عبدہ (یعنی سیدنا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم) وھزم الاحزاب وحدہ۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندوں نے اس موقعہ پر دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ سے التجائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرما لیں۔ جو کچھ ہوا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے تکوینی طور پر ہوا۔ وہم و گمان سے بالاتر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا۔

مجلس عمل کے خادم کی حیثیت سے میں یہ فرض سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم صاحب اور ان کے رفقاء کو مبارکباد اور ہدیہ تشکر پیش کروں۔ اگر موصوف نے آخری مرحلہ میں تدبر سے کام نہ لیا ہوتا۔ اور گذشتہ حکمرانوں کی طرح نشۂ اقتدار میں مسلمانوں کے ملی مطالبہ کو خدانخواستہ ٹھکرا دیا جاتا تو شاید ہم سب غضب الٰہی کی لپیٹ میں آ گئے ہوتے۔ اور پاکستان میں پھر ۱۹۵۳ء کی یاد تازہ ہو جاتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان ہے کہ یہ مسئلہ ان کے دور اقتدار میں حل ہوا، اگرچہ مسلمانوں کو ابتلاء سے گذرنا پڑا، لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، جناب وزیر اعظم صاحب کے دل میں صحیح بات ڈال دی۔ بہر حال وہ اس جرأت مندانہ اقدام پر تمام عالم اسلام کی جانب سے مبارکباد کے مستحق ہیں

نیز میں قومی اسمبلی کے صدر اور معزز مسلمان اراکین کو تمام مسلمانوں کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مرزائیت کے تمام مالہ وما علیہ کو بڑی محنت اور جانفشانی سے پڑھا اور پوری بصیرت سے صحیح فیصلہ صادر کیا۔

ملت اسلامیہ نے جس بے مثال اتحاد کا مظاہرہ کیا اور تمام مسلمانوں نے جس عزم و استقلال کے ساتھ تحفظ ناموس رسالت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی خاطر ہر قسم کی گروہ بندیوں سے بالاتر ہو کر ایثار و قربانی کا نمونہ پیش کیا۔ اس کی تحسین کے لئے الفاظ کا دامن تنگ ہے۔ جن جن لوگوں نے اخلاص کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔ وہ اپنا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں پائیں گے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ہوں گے۔ حق یہ ہے اس موقعہ پر ملت اسلامیہ کا ایک ایک فرد مبارکباد کا مستحق ہے۔

اس حادثہ ربوہ کا آغاز عزیز طلباء پر ظلم و ستم سے ہوا، اور انہوں نے ایک طرف تحریک کے لئے قربانیاں پیش کرنے کا عزم کیا اور دوسری طرف اپنے جوش و خروش کو مجلس عمل کی ہدایات کے مطابق بے جا استعمال کرنے سے حتی الوسع پرہیز کیا۔ ورنہ نوجوان طبقہ کسی صبر و تحمل کی تلقین کو مشکل ہی سے سننے کا عادی ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے عزیز طلباء دوگونہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اور کبھی کبھی خیال ہوتا ہے کہ اگر ان نوجوانوں کی ہمت و ارادے کے دھارے صحیح رخ پر بہنے لگیں اور ان کی ایسی تربیت ہو کہ وہ اس پاکستان کی پاک سرزمین میں ہر قسم کی گروہ بندیوں اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر محنت کرنے والے بن جائیں تو اس ملک کا نقشہ ہی بدل جائے وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

اس موقعہ پر حزب اختلاف کی جماعتوں کے کردار کی داد نہ دینا بے انصافی ہوگی۔ سیاسی جماعتوں کا مزاج ہی کچھ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی مناسب موقع سے سیاسی فائدہ اٹھانے سے نہیں چوکتیں۔ مگر ہماری تحریک بحمد اللہ تعالیٰ خالص دینی تھی۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کی ختم نبوت

کی آئینی حفاظت اس کا مشن تھا، اس لئے جو جماعتیں بھی مجلس عمل میں شامل ہوئیں۔ انہوں نے پوری شدت کے ساتھ اس مقدس تحریک کو سیاسی آلائشوں سے پاک رکھنے کا عزم کیا، اور عملی طور پر اس کا پورا پورا مظاہرہ بھی کیا۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے۔

قومی پریس پر سخت پابندیاں عائد تھیں، تحریک کی خبروں کی اشاعت چھن چھن کر ہوتی تھی۔ اس کے باوجود قومی پریس نے مسلمانوں کی ملی تحریک سے حتی الامکان ہمدردی اور تعاون کا مظاہرہ کیا۔ خصوصیت کے ساتھ "نوائے وقت" لاہور نے بڑے بصیرت افروز اداریے اور مقالے شائع کئے۔ انصاف یہ ہے کہ دیگر دینی جرائد کے ساتھ "نوائے وقت" کا اس مقدس تحریک میں بہت ہی بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے ذمہ دار اصحاب کو بہت ہی جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس موقعہ پر عالم اسلام کی ان مایۂ ناز اور پُر وقار شخصیتوں کا ذکر نہ کریں، جنہوں نے اس نازک موقعہ پر پاکستان کے مسلمانوں سے ہمدردی فرمائی، اور ارباب حل و عقد کو اپنے قیمتی مشوروں سے مستفید کیا۔ میں ان کی خدمت میں پاکستان کے تمام مسلمانوں کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اس مسرت و شادمانی کے موقعہ پر ہمیں اپنے ان بزرگوں کی یاد آتی ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اسی کے لئے جدوجہد میں گذاری۔ حضرت الاستاذ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری، حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑوی۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری۔ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مولانا محمد علی جالندھری، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی۔ مولانا لال حسین اختر۔ اور دیگر بہت سے اکابر نے اپنے وقت میں مرزائی فتنہ کے استیصال کے لئے اپنی ہمتیں صرف فرمائیں۔ حق تعالیٰ ان کو بہترین درجات عطا فرمائے کہ انہی کی جوتیوں کی طفیل آج مسلمانوں کو کامیابی نصیب ہوئی۔ یہاں خصوصیت سے علامہ اقبال مرحوم کا تذکرہ ضروری ہے کہ سب سے اول انہوں نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ اٹھایا۔ ۵۳ء کی تحریک میں یا تحریک کے موجودہ مرحلے میں جن حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر اپنی جاں نثاری کی اور جام شہادت نوش فرمایا۔ ہم ان کی ارواح طیبہ پر بھی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور جس مقصد کے لئے انہوں نے اپنی جان کا ہدیہ پیش کیا تھا بالآخر اللہ تعالےٰ نے وہ مقصد عطا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمائے۔

آثار ونتائج

قوموں کی زندگی میں اس قسم کے تاریخ ساز واقعات ہمیشہ نہیں آتے، اس لئے جی چاہتا تھا کہ پاکستان کی تاریخ کے اس زریں واقعہ کے آثار و نتائج پر کچھ تفصیل سے لکھا جائے، مگر افسوس کہ اس کی نہ فرصت ہے نہ گنجائش۔ مختصر یہ کہ ۷۱ء میں سقوط مشرقی پاکستان سے پاکستان کے مسلمانوں کو جو گہرا زخم پہنچا تھا۔ اس سے نہ صرف مسلمانوں کا وقار مجروح ہوا بلکہ خود اسلام کے بارے میں بھی (جو اس ملک کا سنگ بنیاد تھا) طاغوتی طاقتوں نے طرح طرح کے پروپیگنڈے شروع کر دیئے تھے۔ الحمد للہ قومی اسمبلی کے ایمانی فیصلہ سے اس کی بڑی حد تک تلافی ہوگئی۔ عالم اسلام میں پاکستان کا وقار بلند ہوا۔ جس کا اندازہ ان تہنیتی تاروں سے ہو رہا ہے۔ جو وزیر اعظم اور دیگر عمائد ملک کو وصول ہو رہے ہیں۔ بلکہ کافر ممالک کو بھی یہ احساس ہوگیا کہ اسلام ایک زندہ طاقت ہے اور مسلمانوں میں ابھی ہمت و ارادہ موجود ہے، اور وہ اپنے دین کی سربلندی کے لئے جرأت مندانہ اقدام کرنے کی سکت رکھتے ہیں۔ اسلام کے صرف ایک مسئلہ اور بنیادی مسئلہ کو اپنانے کی یہ برکت ہے۔ اگر ہمارے حکمران کمال اخلاص کے ساتھ خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے پورے کا پورا دین انفرادی اور حکومتی دونوں سطحوں پر اپنا لیں تو آخرت میں تو جو اجر ملے گا، ملے گا انشاء اللہ دنیا کی سرخروئی بھی مسلمانوں کو نصیب ہو سکتی ہے۔

ہمارے ملک میں کچھ عرصہ سے لادینی کمیونسٹ نظام کو لانے کیلئے اسلامی سوشلزم کی باتیں ہو رہی ہیں۔ عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کے نعروں سے فریب دیا جا رہا ہے اور ذرائع ابلاغ سے ایسے مضامین شائع اور نشر کئے جا رہے ہیں۔ قومی اسمبلی کا حالیہ تاریخی فیصلہ اس امر کی علامت ہے کہ جو شخص یہاں کے عوام کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے کھیل کھیلتا ہے۔ وہ چند دنوں کے لئے فریب دے سکتا ہے۔ لیکن بالآخر اسے منہ کی کھانی ہوگی۔ پاکستان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ طیبہ کے نام پر اور اسلام کی خاطر بنا ہے۔ جو لوگ یہاں کے مسلمانوں کے دل سے اسلام کی وقعت نکالنا چاہتے ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک طریقوں سے مسلمانوں کو ہٹاتے ہیں۔ وہ در اصل پاکستان کے نقشہ کو مٹانے کے درپے ہیں غرض ایک بار یہ حقیقت پھر ابھر کر سامنے آگئی، کہ پاکستان اور پاکستان کے مسلمانوں کی بقاء اسلام اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔

مرزائیوں کی حیثیت قبل ازیں کفار محاربین کی تھی، اور قومی اسمبلی کے فیصلہ کے بعد ان کی حیثیت پاکستان کے غیر مسلم شہریوں کی ہے، جن کو "ذمی" کہا جاتا ہے (بشرطیکہ وہ بھی پاکستان میں بحیثیت غیر مسلم کے رہنا قبول کر لیں۔ اس لئے کہ عقد ذمہ دو طرفہ معاہدہ ہے) اور کسی ذمی کے جان و مال پر ہاتھ ڈالنا اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں ایسے شخص کے خلاف نالش کریں گے۔ اس بنا پر تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کی جان و مال کی حفاظت کریں۔ مجلس عمل نے مرزائیوں سے سوشل بائیکاٹ کا فیصلہ نہ کیا تھا جو مسلمانوں کے دائرہ اختیار کی چیز تھی۔ لیکن جن مرزائیوں نے قومی اسمبلی کا فیصلہ تسلیم کر کے اپنے غیر مسلم شہری ہونے کا اقرار کر لیا ہو، اب ان سے سوشل بائیکاٹ نہیں ہوگا۔ اور جو مرزائی اس فیصلہ کو قبول نہ کر رہے ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مسلمانوں سے ترک محاربت پر آمادہ نہیں۔

مرزائیوں کو آئینی حیثیت سے غیر مسلم تسلیم کرنے کے بعد کچھ انتظامی اقدامات ہیں جو حکومت پاکستان سے متعلق ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ حکومت اس باب میں تغافل سے کام نہیں لے گی۔ اس سلسلہ میں زیادہ اہم یہ امر ہے کہ خفیہ ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور کسی نئی سازش برپا کرنے کے امکانات کو نظر انداز نہ کیا جائے۔

حکومت اور عام مسلمانوں دونوں سے متعلق جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ہمارا مشن پورا نہیں ہو جاتا۔ بلکہ یہ تو اس کا نقطۂ آغاز ہے۔ اصل کام جو ہمارے کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ کسی مادی غرض یا کسی غلط فہمی کی بنا پر اس مرزائیت سے وابستہ ہوئے۔ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن ختم نبوت میں لانے کے لئے محنت کی جائے۔ ان کے کچھ شبہات ہوں تو ان کو زائل کیا جائے، ان کی کچھ مجبوریاں ہوں تو ان کی کچھ مجبوریاں ہوں تو ان کو رفع کیا جائے۔ مرزائیوں نے عام طور پر مسلمانوں ہی کو شکار کیا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو پوری ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ جہنم سے نکالنے کی فکر کی جائے۔ پاکستان کے اندر اور باہر جس قدر لوگ مرتد ہوئے ہیں انہیں پھر سے اسلام کی دعوت دی جائے۔

غرض مرزائیوں کو "خارج از اسلام" قرار دینا اصل مقصد نہیں تھا، بلکہ انہیں "داخل در اسلام" کرنا اصل مقصد ہے۔ اس سلسلہ میں انشاء اللہ ایک وسیع پروگرام ہے۔ جو صالحین اس کے لئے قربانیاں دینے کو تیار ہوں گے۔ ان کے لئے انشاء اللہ بڑی بشارتیں ہیں۔ راقم الحروف کے ایک نہایت مخلص دوست جناب شیخ محمود حافظ مدنی نے، جو ان دنوں دمشق میں ہیں ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کا ایک فقرہ یہاں نقل کرتا ہوں :-

فانی ابشرکم انی رأیتکم فی المنام لیلة ۲۰ شعبان ۱۳۹۴ رؤیا طیبة جداً ۔ رأیتکم بها ... خصوصاً الکرین رأیتکم مع جماعة علیهم سیما الصلاح والتقوی متقدمین فی السن ، وکلهم یصلون فی جمیع صفحات

(باقی ص ۱ پر)

حکومت قادیانیوں کے جارحانہ عزائم کا فوری طور پر نوٹس لے

نیم فوجی قادیانی تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے اور اسلحہ ضبط کیا جائے

قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود اور مولانا عبید اللہ انور کا مطالبہ

لاہور ۔ ۵ ر اکتوبر ۔ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا مفتی محمود اور مجلس عمل ختم نبوت پنجاب کے صدر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے ایک مشترکہ بیان میں قادیانیوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر انہوں نے ملت اسلامیہ کے خلاف جارحانہ عزائم ترک نہ کئے تو اس کے نتائج انتہائی سنگین ہوں گے ۔

بیان میں کہا گیا ہے کہ قادیانیوں نے ابھی تک پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ کو قبول کرنے کا اعلان نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے خلاف انہوں نے جارحانہ سرگرمیاں تیز تر کر دی ہیں اور تازہ ترین اطلاعات کے مطابق :۔

۱ ۔ ۳ ر اکتوبر کو کنری ضلع میرپور سندھ میں قادیانیوں نے مسلمانوں پر مسلح حملہ کیا ۔ جس سے ۱۶ مسلمان زخمی ہو گئے ۔

۲ ۔ مجلس عمل ختم نبوت سرگودھا کے جنرل سیکرٹری راؤ عبدالمنان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ۔ راؤ صاحب کو دو گولیاں لگیں ۔ لیکن ان کی حالت بحمد اللہ تعالیٰ خطرہ سے باہر ہے ۔

۳ ۔ گوجرانوالہ کے نواحی گاؤں ماچھی کے فیروز والہ میں قادیانیوں نے مسلمانوں کے پرامن اجتماع پر اندھادھند فائرنگ ۔ اور اس کے علاوہ بھی متعدد مقامات سے اس قسم کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ۔

بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں کا فوری طور پر نوٹس لے ۔ اور اس سلسلہ میں فوری کارروائی کے طور پر قادیانیوں کی نیم فوجی تنظیم خدام الاحمدیہ اور فرقان فورس وغیرہ کو خلاف قانون قرار دے کر ان کا تمام اسلحہ ضبط کیا جائے ۔

عید الفطر کی تعطیلات

کے باعث ہفت روزہ ترجمان اسلام کا آئندہ شمارہ شائع نہیں ہوگا ۔ قارئین اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرما لیں (ادارہ)

اے سی پنڈدادنخاں کے رویہ پر احتجاج

جمعیۃ علماء اسلام پنڈدادن خاں کے ناظم نشر و اشاعت جناب امجد حسین نے اے سی پنڈدادنخاں کے رویہ پر شدید احتجاج کیا ہے اور ایک بیان میں کہا ہے کہ مذکورہ افسر لاہوری قادیانی جماعت سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور علماء کرام اور مجلس عمل کے کارکنوں کے خلاف آئے دن معاندانہ کارروائیاں کرتا رہتا ہے ۔ آپ نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مذکورہ اے سی کو معطل کیا جائے ۔

انتقال پر ملال

گذشتہ ہفتے پروفیسر علامہ ڈاکٹر خالد محمود ایم اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی (حال انگلستان) جناب احسان قریشی صابری پرنسپل گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ کالج سیالکوٹ کی والدہ ماجدہ اور پروفیسر اعجاز احمد قریشی ا ۔ ٹ ۔ ن ۔ 6 کالج گوجرانوالہ کی دادی کا ۸۲ سال کی عمر میں سیالکوٹ میں انتقال ہو گیا ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحومہ زاہدہ ، عابدہ اور نیک و مخیر خاتون تھیں ۔ ۸۲ سالہ ہونے کے باوجود اچھی بھلی صحت کی مالک تھیں کہ اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئیں ۔ ادارہ ترجمان اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب اور ان کے خاندان کے ساتھ اس غم میں برابر کا شریک ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مرحومہ کو اعلیٰ درجات عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں ۔ (ادارہ)

کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفرگڑھ کا اجلاس

مورخہ ۱۲ ر ستمبر کو جمعیۃ علماء اسلام مظفرگڑھ کا ضلعی اجلاس زیر صدارت چودھری شوکت علی صاحب منعقد ہوا ۔ تلاوت کلام کے بعد آمدہ خط از لاہور مورخہ ۹/۱۰ کے متعلق جماعتی حضرات کو مطلع کیا گیا اور ہدایت کی گئی کہ تحریک ختم نبوت کے دوران کی مکمل کارروائی جلد از جلد دفتر کو روانہ کریں ۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفرگڑھ کا یہ اجلاس مجلس عمل تحریک ختم نبوت کے قائدین جناب بھٹو صاحب علماء کرام ، طلباء ، تجار حضرات کو عوام کو قادیانی مسئلہ حل ہونے پر مبارکباد دیتا ہے ۔ اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس فیصلہ پر جلد از جلد عمل کر کے عوام الناس کو مطمئن کیا جائے ۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے برادر حقیقی کی صحت یابی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دلی دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین ۔ طے پایا کہ مبلغ مولانا غلام فرید صاحب رمضان المبارک کے پہلے ۱۲ یوم چھٹی گذاریں گے اور بعد آخری دو ہفتے جمعیۃ کے لئے بلا معاوضہ کام کریں گے اور امداد کے فنڈ اکٹھا کریں گے ۔ طے پایا کہ ۲۰ ر اکتوبر بروز اتوار ضلعی میٹنگ جامعہ مدنیہ ڈی جی خاں روڈ مظفرگڑھ میں ہوگی

حساب جمعیۃ علماء اسلام تھانہ قریشی ضلع مظفرگڑھ ۔

آمد از یکم جنوری ۷۳ء تا دسمبر ۷۳ء — ۵۴۰-۰۹ روپے پیسے
خرچ " " " " — ۱۶۹-۴۴ "
بچت — ۳۷۰-۶۵ "
سابقہ بچت — ۲۲۰-۶۹ "
کل بچت — ۵۹۱-۳۴

جمعیۃ علماء اسلام نبری ضلع مظفرگڑھ

آمد — ۳۴۹-۵۰ "
خرچ — ۲۴۹-۰ "
بچت — ۱۰۰-۵۰

عنقریب ربوہ میں جمعیت طلباء اسلام کے زیر اہتمام عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس منعقد کیجائیگی

محمد اسلوب قریشی

۲۹ ستمبر کو لائل پور میں ایک عظیم الشان پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے محمد اسلوب قریشی نے یہ اعلان کیا۔ کہ رمضان المبارک کے بعد جمعیۃ طلبار اسلام کے زیر اہتمام ربوہ میں ایک عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس منعقد کی جائیگی۔ جس کی تاریخ کا اعلان بہت جلد کر دیا جائیگا۔ اس کے علاوہ مرزائیوں کو کلیدی اسامیوں سے فوری طور پر ہٹانے اور پاکستان اسمبلی کے فیصلے کے خلاف ظفراللہ اور مرزا ناصر کے بیانات کو غداری کے مترادف قرار دیتے ہوئے۔ ان پر مقدمات چلانے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ بعض شیعہ حضرات کی طرف سے یہ بات پھر دہرائی جا رہی ہے۔ کہ شیعوں کے لیئے تعلیمی اداروں میں علیحدہ نصاب مقرر کیا جائے۔ قریشی صاحب نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے متنبہ کیا کہ اس قسم کے مطالبات کو ہوا دینے سے فرقہ واریت پھیلتی ہے۔ لہٰذا خود شیعہ حضرات کو بھی اس مطالبہ سے دست بردار ہو جانا چاہیئے (جب کہ بہت سے شیعہ حضرات و رہنما خود اس مطالبہ کے خلاف ہیں) اور حکومت کو بھی اس قسم کے مطالبات کو مسترد کر دینا چاہیئے۔ تاکہ تمام پاکستانی مسلمان اخوت و محبت کے جذبے سے ملک کی خدمت کر سکیں۔ اس کے علاوہ سندھ بلوچستان اور سرحد کی طرح پنجاب میں بھی میڈیکل کالجوں میں داخلہ کے لیئے صرف فسٹ ڈویژن کی شرط رکھنے اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں بھی نشستیں بڑھانے یا مزید نئی انجینئرنگ یونیورسٹی قائم کرنے کے مطالبے کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے والے طلبار کو مناسب روزگار فراہم کرنے کا بندوبست بھی کیا جائے۔ اور تعلیمی اداروں کو بے روزگاری کی فیکٹریاں بنانے سے بچایا جائے۔

۱۔ صوبہ سندھ کی تمام شاخوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اپنے ماہانہ رپورٹ فارم پابندی کے ساتھ صوبائی دفتر شکارپور جناب نذیر احمد بھنوار کے نام ارسال فرمائیں۔

۲۔ تمام شکایات۔ مشکلات تنظیمی صورت حال اور مفید مشوروں سے مندرجہ ذیل پتے پر فوراً مطلع فرمائیں۔

عبدالغفور شاہ ولد فقیر اللہ شاہ
خان پور براستہ شکارپور
(ضلع سکھر سندھ)

۳۔ اپنے حلقے کے تمام معاونین کے اسمائے گرامی اور ایڈریس پر مشتمل فہرست بھی صوبائی دفتر کو روانہ کریں۔

۴۔ جو حضرات تعلیمی اداروں سے فارغ ہو چکے ہیں۔ خواہ وہ عہدیدار رہے ہوں یا صرف رکن وہ بھی اپنے نام اور ایڈریس صوبائی صدر کے نام مندرجہ بالا پتے پر روانہ کریں۔

۵۔ اپنی آمدنی کا ۱/۳ حصہ صوبائی خازن صاحب محمد یونس کو کمرہ نمبر ۳ البیرونی حال۔ ایل۔ ایم۔ سی جامشورو کے پتے پر روانہ کریں۔

۷۔ گزشتہ ترجمان اسلام میں لٹریچر کا اعلان کیا گیا تھا۔ وہ تمام لٹریچر سوائے عزم نمبر ۲ کے صوبائی دفتر شکارپور پہنچ گیا ہے۔ لہٰذا صوبائی ناظم جناب نذیر احمد بھنوار سے مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ قائم کریں۔

نذیر احمد بھنوار نبی شاہ محلہ
نزد قادر پیر شکارپور
(براستہ سکھر سندھ)

۸۔ ابتدائی طور پر نئے ساتھیوں کو رکن بنانے کے بجائے معاون بنائیں۔ جس کے لیئے نئے فارم معاونت بھی صوبائی دفتر شکارپور سے مل سکتے ہیں۔

فقط سید عبدالغفور شاہ
صدر جمعیۃ طلبار اسلام صوبہ سندھ

تمام شاخیں توجہ فرمائیں

جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے۔ کہ جمعیت طلبار اسلام کا خبر نامہ عزم نمبر ۴۔ ایک خصوصی رپورٹ تحریک ختم نبوت شائع کر رہا ہے۔ اس میں جہاں تحریک کے سلسلے میں کی گئی۔ خدمات کا تذکرہ ہوگا۔ وہاں تمام اسیران ختم نبوت کی فہرست بھی شائع ہو رہی ہے۔ تمام شاخوں کو مطلع کیا گیا تھا۔ کہ فوری طور پر اپنی رپورٹ کے ساتھ ساتھ ان احباب کے نام اور پتے بھی لکھیں جو کہ اس تحریک کے دوران گرفتار ہوئے تھے۔ یا اب بھی جیلوں میں ہیں۔ لیکن ابھی تک تمام جگہوں سے اسیران کی فہرست موصول نہیں ہوئی۔ لہٰذا جلد از جلد وہ تمام شاخیں جنہوں نے فہرست نہیں بھیجی مرکزی دفتر میں مکمل فہرست بھیج دیں تاکہ عزم نمبر ۴۔ جلد از جلد شائع ہو سکے۔

سید مطلوب علی زیدی ناظم عمومی جمعیۃ علمار اسلام پاکستان

بقیہ

پاکستان کے ابوالفضل اور فیضی

میں کشمیریوں کو نظر انداز کیا گیا۔ گویا ہم مسلمان ہی نہیں تھے۔ اے اہل پاکستان ان ٹوڈیوں سے بچ رہنا اور میں اسلامی قوانین کے نفاذ پر سردار عبدالقیوم صدر آزاد کشمیر کو مبارک باد دیتا ہوں مجاہد کا اعلان کشمیر بنے گا پاکستان۔

از مسکین محمد اسحاق عقب باغ آزاد کشمیر

علماء اور ججوں کی کمیٹی قائم کیجائے

بالاکوٹ جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں ڈیرہ اسماعیل خاں میں مولانا مفتی محمود کے استقبال کے لیے جمع ہونے والے عوام پر پولیس کے لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے ظالم افسروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں تعلیم القرآن راولپنڈی میں بم کے دھماکے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اور ایک قرارداد میں کاغان فائرنگ کیس کے سلسلہ میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ علمار کرام اور ہائی کورٹ کے ججوں پر مشتمل کمیٹی قائم کی جائے۔ جو اس تنازعہ پر حتمی تصفیہ کر سکے۔ قرارداد میں فائرنگ کی پرزور مذمت کرتے ہوئے کہا گیا کہ گولی کے ذریعہ کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔